Advance Social Science Archive Journal
Available Online: https://assajournal.com
Vol.3 No.1,January-March,2067.Page No.2107-2117
Print ISSN: 30062497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

THE METHODOLOGY AND STYLE OF TAFSIR HIDAYAT-UL-QURAN BY MUFTI SAEED AHMAD PALANPURI

تفسیر ہدایت القرآن از مفتی سعید احمد پالن پوریؒ کا منہج واسلوب

Muneeba Shahzadi	M. Phil Islamic Studies, Government College University Faisalabad, Pakistan
Dr. Mahmood Ahmad*	Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government College University Faisalabad, Pakistan
	Corresponding Author Email: mahmood.ahmad@gcuf.edu.pk

Abstract
This research paper explores the methodology and style of *Tafseer Hidayat-ul-Quran* by Mufti Saeed Ahmad Palanpuri, a prominent Islamic scholar and exegete. The study analyzes how Palanpuri explains Qur'anic injunctions, complex issues, and contemporary needs in a simple, fluent, and reader-friendly language while maintaining scholarly depth and textual accuracy. It highlights unique features of the tafseer, such as presenting the historical background of surahs, explaining the chronological order of revelation, providing meanings of difficult words, and clarifying grammatical structures. The paper further examines his approach of interpreting the Qur'an through the Qur'an itself, hadith, and statements of companions and tabi'un. His method reflects a balanced combination of traditional scholarship and pedagogical clarity, making the tafseer a valuable resource for both scholars and lay readers seeking Qur'anic understanding.

Keywords: Tafseer Hidayat-ul-Quran, Saeed Ahmad Palanpuri, Qur'anic exegesis, methodology, style of tafseer, Qur'anic interpretation, Islamic scholarship

یہ تفسیر اپنے اسلوب و منہج میں منفرد نوعیت کی حامل ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو تحریر و تقریر کا منفرد اسلوب عطا کیا ہے۔ قرآنی معارف اور مشکل مسائل کو زمانہ حال کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے جس خوبی، خوشنمائی کے ساتھ زبان کی سلاست اور شگفتگی کی رعایت کے ساتھ عام فہم دلنشیں اور سادہ زبان میں اس طرح پیش کیا کرتے ہیں کہ دقیق سے دقیق مسئلہ بھی عام فہم ہو جاتا ہے۔کسی مقام کو تشنۂ تحقیق نہیں چھوڑتے۔ تفسیر میں قرآنی احکام ومسائل کو جامع و مفصل اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے اور ہر قسم کے اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔الغرض!یہ تفسیر علمی مباحث وموضوعات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسی نایاب تفسیر کو پڑھا جائے اور متلاشیان ِ علم ودین تک پہنچایا جائے۔یہ تفسیر کتاب ہدایت سے نور ہدایت کی طلب رکھنے والوں کو اپنے اندر غور وخوض کرنے کی دعوت دیتی ہے اور فہم ِ قرآن کو عام کرنے کیلئے قیمتی سرمایہ ہے۔

سورتوں کی آیات ورکوعات کی تعداد اور نزول نمبر

مفتی سعید احمد نے تفسیر ہدایت القرآن کی تمام جلدوں ہر قرآنی سورۃ کا نمبر، آیات کی تعداد اور سورۃ قرآنیہ کے مکی یا مدنی ہونے کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا نزول نمبر بھی بیان کیا ہے۔جیسا کہ مندرجہ ذیل سورۃ بقرہ کی مثال ہے کہ:

نمبر شمار:2

نزول نمبر:87

نزول کی نوعیت: مدنی

رکوع:40

آیات:286

اسی طرح باقی سورتوں میں بھی مفتی صاحب نے یہی طرح اپنایا ہے۔[1]

آیات کا زمانہ نزول

حضرت مفتی صاحب نے اپنی اس تفسیر میں آیات کے نزول کا زمانہ بھی پیش کرتے ہیں تاکہ سمجھنے والا آیت کا مفہوم مکمل طور پر سمجھ لے۔ مفتی صاحبؒ سورۃ بقرہ کے زمانہ نزول میں بیان کرتے ہیں کہ:

"سورۃ بقرہ قرآن کریم کی سب سے بڑی سورت ہے اور مدینہ منورہ میں ہجرت کے فوراً بعد اس کا نزول ہوا اور اس کا نزول نمبر ۸۷ ہے مکی سورتیں ۸۵ ہیں یہ پوری سورۃ ایک ساتھ نازل نہیں ہوئی بلکہ مختلف آیات مختلف زمانوں میں نازل ہوئی ہیں یہاں تک کہ حرمتِ سود کی آیات فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی ہیں مفتی صاحب پھر ایک آیت کریمہ بیان کرتے ہیں کہ (وَاتَّقُوْا یَوْماً) قرآن کی بالکل آخری آیت ہے اور اس کے تین ماہ بعد نبی ﷺ کی وفات ہوگئی اور ہمیشہ کے لیے وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے[2]"

سورۃ کا پس منظر

مولانا مفتی سعید احمدؒ سورتوں کا پس منظر بھی بیان کرتے تاکہ قاری سورۃ کا پس منظر پڑھ کر سورۃ کے مضامین اور احکامات کو سمجھ سکے۔ جیسا کہ مفتی صاحبؒ سورۃ بنی اسرائیل کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"جس زمانہ میں یہ سورت نازل ہوئی ہے وہ زمانہ آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کے لئے سخت آزمائش کا زمانہ تھا۔ مشرکین کی ایذا رسانیاں اپنی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھیں اور صورت حال یہ ہو کر رہ گئی تھی کہ مسلمان نہ تو علانیہ وطن سے نکل سکتے تھے اور نہ اپنے گھروں میں اطمینان کا سانس لے سکتے تھے۔ چھپ چھپ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے مگر سب کے لئے ہجرت بھی آسان نہیں تھی۔ جو مکہ میں رہ گئے تھے ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے تھے اور مشرکین دندناتے پھر رہے تھے ان کو ناز تھا کہ ہم کعبہ کے پاسبان ہیں اور اللہ کے گھر کے ہم ذمہ دار ہیں۔ یہ ہمارے برحق ہونے کی دلیل ہے۔ چنانچہ ان کو سورت کے شروع میں بنی اسرائیل کے احوال سنائے گئے ہیں کہ وہ بھی بیت المقدس کے پاسبان تھے مگر جب ان کی شرارتوں کا پارہ چڑھ گیا تو ان کا حشر کیا ہوا؟! اور اس سورت میں ایمان لانے والوں کو بار بار تسلی دی گئی ہے کہ ہمت رکھو، صبر کرو، گھبراؤ نہیں، دن پھرنے والے ہیں، حق کا بول بالا ہونے والا ہے، اور باطل سرنگوں ہونے والا ہے اور باطل کو تو سرنگوں ہونا ہی ہے![3]"

سورتوں کے متعدد ناموں کی تفصیل

مفتی صاحبؒ اکثر سورتوں کے متعدد نام ذکر کر کے ان ناموں کا معنیٰ اور ان ناموں کی تفصیل بھی بیان کرتے ہیں اور حدیث میں اس نام کا ذکر ہے یا نہیں، اس بات کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ اس کی مثال درج ذیل ہے بیان کی گئی ہے۔

سورۃ فاتحہ میں مفتی صاحب ذکر کرتے ہیں کہ:

"سورۃ فاتحہ قرآن کریم کی پہلی سورت اور نہایت اہم سورۃ ہے اور اس کی اہمیت کی وجہ اس کے متعدد نام ہیں۔ جو چیز مختلف کمالات کا

[1]۔ پالن پوری، سعید احمد (مولانا، مفتی)، تفسیر ہدایت القرآن، مکتبہ حجاز دیوبند، جلد ۱، ص ۳۹

[2]۔ ایضاً

[3]۔ ایضاً، جلد ۵، ص ۲۲،۲۱

مجموعہ ہوتی ہے اور اس میں کوئی ایک لفظ ایسا نہیں ہوتا جو سب کمالات پر دلالت کرے تو متعدد ناموں سے ان خوبیوں کو واضح کرتے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالی کے بے شمار اسماء حسنہ ہیں کیونکہ اس میں کمالات بے حساب ہیں مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے نبی ﷺ کے بہت سے صفاتی نام ہیں اور اسی وجہ سے ایک شخص کو مولوی، مولانا، حافظ، قاری، مفتیاور قاضی وغیرہ کہاجاتا ہے "

پھر مفتی صاحب سورۃ فاتحہ کے بقیہ نام بھی بیان کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

سورۃ الصّلاۃ

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اس سورت کو "**سورۃ الصّلاۃ**" بھی کہا جاتا ہے یعنی نماز کی سورۃ اور یہ سورۃ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اس کو پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی اس لیے ایک حدیث قدسی میں اس کو الصلاۃ فرمایا ہے۔ پھر مفتی صاحب یہاں حدیث قدسی کا ذکر کرتے ہیں کہ اس سورۃ کو حدیث قدسی میں الصلوۃ فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"میں نے نماز کو یعنی سورۃ فاتحہ کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا بانٹا ہے ساڑھے تین آیتوں میں اللہ کی صفات کا بیان ہے اور ساڑھے تین آیتوں میں بندے کی دعا ہے"

(فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم شریف میں ہے)

سورۃ الحمد

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اس سورۃ کو "**الحمد**" بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کا پہلا کلمہ " **الحمد**" ہے اور جس میں اللہ کی بھرپور تعریف ہے۔ توحیدِ الوہیت اور توحیدِ ربوبیت کا بیان ہے یعنی معبود وہی اکیلے ہیں اور وہی کائنات کے پالنہار ہیں۔

فاتحۃ الکتاب

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ اس سورۃ کو "**فاتحۃ الکتاب**" بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کا معنی ہر چیز کا آغاز ہے اور امام بخاری ؒ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام بخاری ؒ کے نزدیک قرآن کریم کی پہلی سورت کا نام "**فاتحۃ الکتاب**" دو وجہ سے ہے۔ ایک یہ وجہ ہے کہ یہ سورۃ قرآن میں سب سے پہلے لکھی گئی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نماز میں قرات اسی سورۃ سے شروع کی جاتی ہے۔

اُم الکتاب

اس سورۃ کو "**ام الکتاب**" بھی کہتے ہیں یعنی قرآن کی ماں (اصل)، ماں سے اولاد متفرع ہوتی ہے، اس سورۃ میں پورے قرآن کے مضامین کا خلاصہ آ گیا ہے اور اس سورۃ کے مضامین پورے قرآن میں پھیلائے گئے ہیں اور اسی نام کے ہم معنیٰ اس سورت کا نام "**ام القرآن**" بھی ہے۔

اس کے علاوہ اسے "**الشفاء، الرقیہ** (منتر)، **الکافی** اور **الوافی**" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ سورۃ فاتحہ ہر بیماری کی شفا ہے اور اس کے ذریعے عام بیماریوں کو اور خطرناک بیماریوں کو جھاڑا جا سکتا ہے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت ابو سعیدؓ نے اس سورت کے ذریعے ایک سانپ کاٹے کو جھاڑا تھا اور وہ شفایاب ہو گیا تھا، فرماتے ہیں کہ میں بھی ہر بیماری کو اس سورۃ سے جھاڑتا ہوں اور باذن اللہ شفا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے نام میں " **المثانی**" (یعنی بار بار پڑھنے والی سورۃ) "**القران عظیم**" اور "**الاساس**" (یعنی بنیاد) بھی ہے۔[4]

آیات کے عمودی اور تفصیلی مضامین کا ذکر

مفتی صاحب بعض سورتوں کے عمودی یعنی بنیادی اور تفصیلی مضامین کو الگ الگ ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ پڑھنے والا ان میں تطبیق کر سکے اور کسی بھی بات میں شبہ نہ رہے۔ اس حوالہ سے مثال درج ذیل ہے:

---

[4]۔ ایضاً، جلد ۱، ص ۳۰۔ ۳۱

بنیادی مضامین

مولانامفتی سعید احمد سورۃ بنی اسرائیل کے مضامین کو عمودی اور تفصیلی مضامین میں تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"تمام مکی سورتوں کی طرح اس سورۃ(بنی اسرائیل) کے بھی بنیادی مضامین تین ہیں:توحید،رسالت اور معاد۔بار بار وحدانیت ثابت کی گئی ہے اور شرک کی برائی بیان کی گئی ہے۔فرماتے ہیں کہ توحید کو تعلیماتِ انبیاء میں بنیادی اہمیت حاصل ہے اور رسالت،بندوں اور اللہ کے درمیان وساطت کانام ہے۔رسول ہی لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔اور آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے۔دنیا کی زندگی اس کی تمہید ہے، یہاں کمانا ہے اور وہاں کھانا ہے۔جو یہاں بونا ہے،وہاں کاٹنا ہے یہ زندگی چند روزہ ہے اور وہ دائمی،اس زندگی میں جو بھلابرا عمل کیاہے،اُس زندگی میں اس کا بدلہ ملنے والا ہے،انہی عقائد ثلاثہ پر کامیابی کا مدار ہے اس لئے یہ مضامین بار بار بیان کئے گئے ہیں تاکہ انسان ہوش میں آئے،اور کامیابی سے ہمکنار ہو۔[5]"

تفصیلی مضامین

مفتی صاحب کے نزدیک اس سورۃ میں اس قدر گوناگوں مضامین ہیں جن کا احاطہ دشوار ہے لیکن فرماتے ہیں کہ تین مضامین خصوصی اہمیت کے حامل ہیں:

ایک: اسراء ومعراج کاواقعہ جو سورت کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔

دوم: وہ بارہ احکام جو آیات ۲۲-۳۹میں دیئے گئے ہیں۔

سوم: وہ پانچ اہم باتیں جو آیات ۷۸-۸۲میں بیان کی گئی ہیں۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ باتیں امید اور صبر وہمت پیدا کرنے والی ہیں۔اور ایسے نازک دور میں نازل کی گئی ہیں جب مکہ کی سرزمین اہل حق کے لئے تنگ ہوگئی تھی۔مخالفتیں اور سازشیں دن بدن مکہ بڑھتی جارہی تھیں۔ایسے جانگداز حالات میں یہ احکام دیئے گئے تاکہ مسلمان صبر وہمت سے کام لیں اور اللہ کی فتح کاانتظار کریں۔[6]

کالم مفردات

مولاناسعید احمدؒ نے تفسیر ہدایت القرآن میں قرآنی متن کے بعد ترجمہ سے پہلے مفردات کے کالم بنائے ہیں۔ جس میں ایک طرف قرآن مجید کے الفاظ اور دوسرے کالم میں ان کے معانی دیئے گئے ہیں۔اس طرح قرآن کے الفاظ کی وضاحت ہو جاتی ہے اور قاری اس کافہم حاصل کرلیتا ہے۔جبکہ صرف بامحاورہ ترجمہ سے عام قاری تمام قرآنی الفاظ کے معانی سے آگاہی حاصل نہیں کرسکتا۔اس کی مثال درج ذیل ہے:

الفاظ	معنٰی
ذٰلِكَ(۱)	یہ(عظیم)
الْكِتٰبُ	کتاب
لَا رَيْبَ	کچھ شک نہیں
فِيْهِ	اس میں
هُدًى(۲)	راہ نما ہے

[5]۔ایضاً،جلد ۵،ص ۲۲

[6]۔ایضاً،جلد ۵،ص ۲۲

لِلْمُتَّقِيْنَ	پرہیز گاروں کے لیے[7]

ترکیبات کی وضاحت

مفتی صاحب مفردات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان الفاظ کی ترکیب بھی بیان کرتے ہیں جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں مفتی صاحب نے ان درجہ بالا نشان زدہ الفاظ کی ترکیب بیان کرتے ہیں۔ مثلاً

(۱) ذلك: بمعنی ھذا ہے۔ تعظیم کے لئے اسم اشارہ بعید استعمال کرتے ہیں جیسے مفرد کے لئے بطور تعظیم جمع کی ضمیر استعمال کرتے ہیں۔ (إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا) **ترکیب:** ذلك الكتاب **:** مبتدا، لاریب فیه: پہلی خبر، ھدی للمتقین: دوسری خبر..... لا ریب فیه: لا نفی جنس کا، ریب: اسم، فیه: خبر، جیسے لا رجل في الدار

(۲) ھدی: مصدر، اصل میں ھدی تھا، یاء پر ضمہ تھا پھر تنوین یعنی نون ساکن تھا، اس طرح: ھُدَین پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا، حذف کیا تو دو ساکن (ی اور تنوین) اکٹھا ہوئے۔ یاء گر گئی اور نون ساکن کو دال کے زبر کے ساتھ جوڑ دیا۔ پس ھد ہو گیا، مگر رسم الخط میں ی بھی لکھتے ہیں، مگر پڑھتے نہیں، یا یہ کہیں کہ یاء متحرک ما قبل مفتوح، یاء کو الف سے بدلا تو دو ساکن اکٹھا ہوئے، پس الف گر گیا، اور تنوین کو دال کے زبر کے ساتھ جوڑ دیا۔[8]

الفاظ کی نحوی صرفی وضاحت

مفتی صاحب مفردات کا کالم بنانے کے ساتھ ساتھ ان کی نحوی صرفی وضاحت بھی فرماتے ہیں۔ تاکہ مشکل الفاظ کو آسانی سے سمجھا جاسکے۔ جیسا کہ اس مندرجہ ذیل مثال میں ہے:

دَعَا(ن) دُعَاء: پکارنا، بلانا دَعَا بِهِ: مانگا، درخواست کرنا۔ یَدْعُ کی اصل یَدْعُو ہے اور فعل مضارع مرفوع ناقص ہے۔ لام کلمہ حرف علت ہے اور آگے لام ساکن آرہا ہے اس لئے جب عین کو لام سے ملایا جائے گا تو واو نہیں پڑھا جائے گا اس لئے رسم الخط سے بھی اس کو حذف کر دیا۔ قرآن میں اس کی متعدد مثالیں ہیں جیسے : سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ اور يُنَادِ الْمُنَادِ وغیرہ[9]

تفسیر قرآن بالقرآن

مفتی صاحب نے قرآن کریم کی آیات سے بلا واسطہ استدلال کیا ہے۔ چاہے آپ ﷺ کے زمانے کے کسی واقعہ کا صراحت کے ساتھ تذکرہ ہوا ہو یا کسی خاص واقعہ کی خصوصیات بیان کی ہوں کیونکہ قرآن سب سے پہلے اپنا شارح ہے اور بعض قرآنی آیات دوسری قرآنی آیات کا مضمون بیان کرتی ہیں۔ اس کے حوالہ سے مثال درج ذیل ہے۔

مثال سے استدلال:

"وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ، فَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ "[10]

"اور بخدا! اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی، جبکہ تم بے حیثیت (بے سروسامان) تھے، پس اللہ سے ڈرو (یعنی ممنوعات شرعیہ سے بچو اور اس کے احکام کی تعمیل کرو، دلوں کو قرار آئے) تاکہ تم شکر کرو"

مفتی صاحب پھر اسی سے سوال ذکر کرتے ہیں کہ یہ آیت غزوہ بدر کے بارے میں ہے۔ اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ بدر میں کتنے فرشتے آئے تھے۔ ایک ہزار، تین ہزار یا پانچ ہزار؟[11] پھر قرآن سے اس کا جواب بیان کرتے ہیں کہ:

7۔ ایضاً، جلد ۱، ص ۴۰

8۔ ایضاً، جلد ۱، ص ۴۰

9۔ ایضاً، جلد ۵، ص ۴۴

10۔ القرآن ۳: ۱۲۳

11۔ پالن پوری، سعید احمد (مولانا، مفتی)، تفسیر ہدایت القرآن، مکتبہ حجاز دیوبند، جلد ۱، ص ۴۸۲

قرآن سے جواب: پہلے ایک ہزار آئے، پھر دو ہزار آئے تو تین ہزار ہو گئے، پھر دو ہزار آئے تو پانچ ہزار ہو گئے، فوج کی کمک اسی طرح آتی ہے، تاکہ فوج کا حوصلہ بڑھے اور دشمن پر دھاک بیٹھے۔[12]

" إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ اَلَن يَّكْفِيكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ الٰفٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِينَ بَلَى إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ الٰفٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِمُسَوِّمِينَ"[13]

" (یاد کرو) جب آپ مسلمانوں سے کہہ رہے تھے: کیا تمہارے لئے یہ بات کافی نہیں کہ تمہارے پروردگار تمہاری مدد کریں آسمان سے اتارے ہوئے تین ہزار فرشتوں سے ؟ اگر تم میدان میں ڈٹے رہے، اور محتاط رہے، اور وہ تم پر اسی وقت فوراً ہلّہ بول دیں تو تمہارے پروردگار پانچ ہزار وردی پوش فرشتوں سے تمہاری مدد کریں گے !"

مفتی صاحب فرماتے ہین کہ اس کے علاوہ اس کا جواب سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۹ میں بھی ملتا ہے۔[14] ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

" إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلائِكَةِ مُرْدِ فِينَ وَمَا جَعَلَهُ اللهُ إِلَّا بُشْرَى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ إِنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ "[15]

" (یاد کرو) جب تم اپنے پروردگار سے مدد مانگ رہے تھے۔ لوگ رات میں گہری نیند سو رہے تھے، اور نبی ﷺ دعا میں مشغول تھے۔ پس اس نے تم کو جواب دیا کہ میں تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کرونگا، جو سلسلہ وار آئیں گے اور اللہ تعالی نے اس امداد کو خوش خبری ہی بنایا ہے، اور تاکہ تمہارے دلوں کو اس امداد سے چین نصیب ہو، اور نصرت تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، اللہ بڑے زبردست حکمت والے ہیں"

تفسیر قرآن بالحدیث

مفتی صاحب نے احادیث مبارکہ سے بھی استدلال کیا ہے اور یہی طریقہ آئمہ اور محدثین کا تھا۔ اور حدیث مبارکہ کے بغیر قرآن کو مکمل طور پر سمجھنا ناممکن ہے۔ مفتی صاحب حدیث مبارکہ کو نقل کرنے کے بعد اکثر جگہ حدیث مبارکہ کا نمبر بھی بیان کرتے ہیں۔ جیسے مفتی صاحب نے سیّدہ عائشہؓ کی برأت والی آیات میں حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں کہ جب حضرت عائشہؓ پر طوفان اٹھانے والوں میں بعض صحابہ بھی بھولے پن سے شریک ہو گئے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت مسطحؓ تھے۔ جو ایک مفلس مہاجر ہونے کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی تھے۔ واقعہ افک سے پہلے حضرت صدیق اکبر ان کی امداد کیا کرتے تھے۔ جب یہ واقعہ پیش آیا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی براءت آسمان سے نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ آئندہ مسطح کی مدد نہیں کریں گے۔ اس پر آیت نازل ہوئی:

"وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسْكِينَ وَالْمُهٰجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا اَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ"[16]

"اور تم میں سے دینی کمال اور مالی وسعت رکھنے والے قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں، غریبوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو (مدد) نہیں دیں گے بلکہ ان کا ظرف بہت بڑا اور ان کے اخلاق بہت بلند ہونے چاہئیں ان کو چاہئے کہ معاف کر دیں اور

12۔ ایضاً، جلد ۱، ص ۴۸۳

13۔ القرآن ۳: ۱۲۴۔ ۱۲۵

14۔ پالن پوری، سعید احمد (مولانا، مفتی)، تفسیر ہدایت القرآن، مکتبہ حجاز دیوبند، جلد ۱، ص ۴۸۴

15۔ القرآن ۸: ۹

16۔ القرآن ۲۴: ۲۲

در گذر کریں یعنی جواں مردی یہ ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیں اپنے غریب رشتہ داروں اور خدا کے لئے وطن چھوڑنے
والوں کی امداد بند نہ کردیں، بزرگوں اور مالی وسعت رکھنے والوں کو ایسا نہیں کرنا چاہئے ان کے شایان شان یہ ہے کہ
خطاکاروں کی لغزش سے چشم پوشی اور ان کی حرکت سے در گذر کریں کیا تم یہ بات پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالی
تمہیں معاف کردیں! اور اللہ تعالی بڑے بخشنے والے، بڑے رحم والے ہیں۔"

پھر مفتی صاحب اس آیت کی حدیث مبارکہ سے مزید توضیح کرتے ہیں جو درج ذیل ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"مہربانی کرنے والوں پر رحمان مہربانی کرتے ہیں، زمین والوں پر مہربانی کرو آسمان والا تم پر مہربانی کرے گا"

مفتی صاحب فرماتی ہیں کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے یہ آیت سنی تو فورا جواب دیا:

"بیشک اے پروردگار! ہم ضرور چاہتے ہیں کہ آپ ہماری مغفرت فرمائیں"

اس کے بعد انھوں نے حضرت مسطح کی امداد جاری کردی بلکہ بعض روایات میں ہے کہ دوگنی کردی۔[17]

تفسیر قرآن باقوال صحابہؓ و تابعین

مفتی صاحب نے قرآن مجید کی تفسیر کے دوران اکثر جگہوں پر اقوال صحابہ و تابعین کو نقل کیا ہے اور اس کے ذریعے قرآن مجید کے تشریح طلب مضامین کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ اولین جماعت ہیں جنہوں نے براہ راست قرآن عزیز کے مطالب و معنی کو نبی کریم ﷺ سے سیکھا ہے اور ان سے تابعین نے اس علم کو حاصل کیا۔ آپؒ نے اپنی تفسیر میں بہت زیادہ ان سے استدلال نہیں کیا بلکہ بہت کم جگہ آپ نے ان کا استعمال کیا ہے۔

سورۃ الاعراف (آیت نمبر ۱۸۹۔۱۹۸) کے مضمون کے تحت ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ما أشرك آدم، إن أولها شكر، وآخرها مثل ضربه لمن بعده "[18]

(در منثور)

"آدم علیہ السلام نے شرک نہیں کیا بلکہ آیت کا شروع کا حصہ شکر پر مشتمل ہے اور
آخری حصہ میں بعد کے لوگوں کی حالت کا نقشہ کھینچا ہے"

تشریح و توضیح

مفتی صاحب بعض جگہ حدیث مبارکہ اور آیات کو ذکر کرکے اس کی تشریح بھی فرماتے ہیں تاکہ مزید بات کو آسان بنادیا جائے۔ اس کی ایک مثال سورۃ النجم میں ہے جہاں آپؒ نے حدیث مبارکہ کو ذکر کرنے کے بعد اس کی مزید تشریح فرمائی جو درج ذیل ہے:

حدیث مبارکہ: بخاری شریف میں حدیث (نمبر ۱۰۶۷) ہے: ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"نبی ﷺ نے مکہ میں سورۃ النجم تلاوت فرمائی پس آپ نے اس میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب نے
سجدہ کیا سوائے ایک سیٹھ کے، اس نے کنکریوں کی یا مٹی کی ایک مٹھی بھری اور اس کو پیشانی کی طرف اٹھایا اور کہا:
میرے لئے یہ کافی ہے (ابن مسعود کہتے ہیں: میں نے اس کو بعد میں دیکھا، وہ کفر کی حالت میں مارا گیا۔)"

مفتی صاحب اس حدیث مبارکہ کی تشریح میں بیان کرتے ہیں کہ:

"مکی دور کا واقعہ ہے کہ ایک مجلس میں آنحضور ﷺ نے سورۃ النجم تلاوت فرمائی اس مجلس میں مسلمانوں کے علاوہ مشرکین اور انسانوں کے علاوہ جنات بھی تھے۔ جب آپ نے سورت ختم کی تو سجدہ تلاوت کیا، پس مجلس میں موجود سبھی لوگوں نے سجدہ کیا مگر

[17] ۔ ایضاً، جلد ۶، ص ۵۸

[18] ایضاً، جلد ۳، ص ۱۰۸

امیہ بن خلف نے سجدہ نہیں کیا۔ اس نے زمین سے مٹی اٹھائی اور پیشانی سے لگائی اور کہا: میرے لئے یہ کافی ہے۔ اس مجلس میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ فرماتے ہیں: اس موقع پر جس نے بھی سجدہ کیا دیر سو پر اس کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی مگر امیہ بن خلف ایمان کی دولت سے محروم رہا اور جنگ بدر میں مارا گیا۔[19]"

مشکل اردو الفاظ کی وضاحت

مفتی صاحب تفسیر کا ترجمہ فرما کی اس کے ترجمہ میں موجود مشکل الفاظ کی بھی اکثر جگہ وضاحت فرماتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب نے کس محبت و محنت سے اس تفسیر کو تحریر کیا ہے۔ انہوں نے اس تفسیر کو لکھ کر پرے نہیں کیا بلکہ اس کو ہر طرح سے آسان بنانے کی کاوش کی ہے۔ اس کی ایک مثال آیت مبارکہ کے ذریعے درج ذیل ہے:

"قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ [20]"

"بھائی نے کہا اے ماں جائے! لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھے کہ وہ مجھے مار ڈالیں"

اس آیت مبارکہ کے ترجمہ کو بیان کرتے ہوئے مفتی صاحب ماں جائے کی وضاحت بھی کرتے ہیں تا کہ اس تفسیر کو عام فہم بنایا جاسکے۔ **ماں جایا:** ماں شریک بھائی یعنی حقیقی بھائی [21]

یہاں مفتی صاحب نے ایک معنیٰ بتانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کا مزید دوسرا معنیٰ بھی بیان کیا ہے۔ اسی طرح تفسیر میں لاتعداد مثالیں موجود ہیں۔

خلاصہ رقم کرنا

مفتی صاحب بعض جگہ قرآن وحدیث سے وضاحت فرمانے کے بعد اس کی تشریح کرتے ہیں اور کسی اہم نقطہ کا چند سطروں میں خلاصہ بھی تحریر کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس کی ایک مثال سورۃ النجم میں موجود ہے کہ مفتی صاحب آقا ﷺ کا جبرائیلؑ کو دیکھنے کے متعلق موضوع بیان فرما کر پھر اس کا خلاصہ لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"یہ کہ دونوں واسطے (رسول اللہ اور حضرت جبرائیل) ایک دوسرے کو خوب پہچانتے ہیں، ایسے با اعتماد وسائط کے ذریعہ جو کلام نازل کیا گیا ہے اس کو مان لو، حجت بازی مت کرو![22]

قرآن کے اسلوب کا ذکر

مفتی صاحب اکثر جگہ بات کرتے ہوئے یہ وضاحت بھی کر دیتے ہیں کہ کس طرح سے آیات بیان ہو رہی ہیں یعنی قرآن کا اسلوب کیسا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل مثال میں ہے کہ سورۃ الطور (آیت نمبر ۱۷۔۲۸) کے تحت مکذبین کے انجام کے بعد مؤمنین کے لئے آنے والی آیات پر مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ:

"رب تعالیٰ اب مکذبین کے انجام کے بالمقابل نیک مومنین کا انجام بیان فرماتے ہیں، قرآن کا یہی اسلوب ہے۔"[23]

آیات سے قبل عنوان تحریر کرنا

مفتی صاحب آیات کا لغوی معنیٰ بیان فرماتے ہوئے اس آیت کے متعلق عنوان کا بھی ذکر کرتے ہیں جو آیت کے مرکزی مضمون کی وضاحت کرتا ہے۔ اور آپ کے بیان کنندہ عنوانات کو پڑھ کر اس بات کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ مفتی صاحب نے کس قدر اس کو سہل بنانے کی کاوش کی ہے۔ آپ سورۃ الطور میں (آیت نمبر ۱۷۔۲۸) کے تحت ایک مضمون بیان کیا ہے:

---

[19]۔ ایضاً، جلد ۸، ص ۸۰

[20]۔ القرآن ۷: ۱۵۰

[21]۔ پالن پوری، سعید احمد (مولانا، مفتی)، تفسیر ہدایت القرآن، مکتبہ حجاز دیوبند، جلد ۳، ص ۵۵

[22]۔ ایضاً، جلد ۸، ص ۸۴

[23]۔ ایضاً، جلد ۸، ص ۷۰

"آخرت میں نیک مومنوں کا انجام"

اس کو پڑھ کی ہی اندازہ ہر جاتا ہے کہ اس میں مومنوں سے متعلق انعامات کا ذکر ہے اور آپ نے اس میں یہ مضامین باندھے ہیں:

ا۔ جنت کی مجلس کا حال

۲۔ کاملین کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا یا جائے گا

۳۔ جنتیوں کے لئے نعمتوں کا تار باندھ دیا جائے گا

۴۔ شرابِ طہور اور خوش طبعی

۵۔ جنتیون کے خدام

۶۔ جنتیوں کی روحانی خوشی[24]

سیرت نبوی ﷺ کا حوالہ

مولانا مفتی پالن پوری صاحبؒ اپنی اس تفسیر کے اندر سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کرتے ہیں اور پھر مستند کتابوں سے اس کے حوالہ جات بھی ذکر کرتے ہیں۔ جس طرح کتابی ذبیحہ اور کتابی عورت سے نکاح کے جواز میں رسول اللہ ﷺ کا عمل بیان کیا کہ:

"**کتابی کے ذبیحہ کی حلت اور کتابی عورت سے نکاح کا جواز**: یہود و نصاریٰ کے ساتھ رواداری اور تعلقات کی استواری کے لئے ہے اور اسی مقصد سے نبی ﷺ نے غزوہ خیبر کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا تا کہ یہود قریب آئیں مگر وہ بے بہبود اور دور ہو گئے![25] "

مضامین کے لئے اپنی ہی تفسیر اور کتب کا حوالہ

مفتی صاحب نے بہت جگھوں پر اپنی اس تفسیر میں اپنی ہی تفسیر اور اپنی ہی دیگر کتب کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ جیسے مفتی صاحب آیت نمبر ۲۶ کے تحت صلح رحمی کا تذکرہ کرتے ہوئے حدّ اطاعت سے نکلنے والے تین اشخاص کا تذکرہ کرتے ہیں ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اس کا تعلق گذشتہ مضمون سے ہے، قریش کے تمام قبائل جدّی رشتہ سے نبی ﷺ کے ساتھ جڑے ہوئے تھے، مگر وہی اسلام کے کٹر مخالف تھے، اور طرح طرح سے اذیتیں پہنچاتے تھے، ان کو جدی رشتہ یاد دلایا ہے کہ اس کا کچھ تو لحاظ کرو پھر فرماتے ہیں کہ (یہ مضمون سورۃ الشوری آیت ۲۳ میں ہے، دیکھیں ہدایت القرآن ۷ : ۲۸۰)"[26]

یہاں پر آخر میں اپنی ہی تفسیر کا حوالہ دیتے ہیں۔ اسی طرح اپنی کتب کا حوالہ بھی پیش کرتے ہیں جیسے سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۵۳ کے تحت نبی ﷺ کے درجہ ذکر کرتے ہیں کہ:

"سب سے افضل حضرت محمد ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ پورا ہو گیا اور آپ ﷺ کے بعثت دہری ہے آپ ﷺ کی امت بھی مبعوث ہے اور وہ خیر امت ہے (رحمۃ اللہ واسعہ ۲: ۵۰)"[27]

فقہاء کے اختلاف کا تذکرہ

مفتی صاحب نے متعدد مقامات پر ضرورت کی بنا پر آئمہ کے اختلاف کو بھی ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲ کے تحت شعائر اللہ کی بے حرمتی کی ممانعت کے حوالہ سے فقہاء کا اختلاف ذکر کرتے ہیں کہ:

24۔ ایضاً، جلد ۸، ص ۲۷۔ ۷۰

25۔ ایضاً، جلد ۲، ص ۲۳۱

26۔ ایضاً، جلد ۱، ص ۶۲

27۔ ایضاً، ص ۳۱۱

"فقہاء میں اختلاف ہوا کہ اشعار سنت ہے یا صرف حدیث ہے۔یعنی خاص وجہ سے یہ عمل کیا گیا تھا۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ سنت نہیں، قرآن کریم نے صرف قلادہ کا ذکر کیا ہے، اگر اشعار سنت ہوتا تو اس کا بھی ذکر کیا جاتا، جیسے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا سنت نہیں۔عذر کی صورت میں جواز کے لئے نبی ﷺ نے ایک مرتبہ یہ عمل کیا ہے۔"

پھر بعض جگہوں پر انہوں نے ایک موٴقف سے اکتفاء بھی کیا ہے کہ:

"آئمہ ثلاثہ رحمہم اللہ اشعار کو سنت کہتے ہیں اور ایسا اختلاف بہت سے مسائل میں ہوا ہے۔لہٰذا خواہ مخواہ امام اعظم رحمہ اللہ کی پگڑی مت اُچھالو۔ان کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے کہ اس میں صرف گلے میں ہار ڈالنے کا ذکر ہے، اشعار کا ذکر نہیں۔"

پھر امام اعظم ابو حنیفہؒ کا موٴقف علیحدہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ:

"امام اعظم نے اس اشعار کو بدعت کہا ہے، مطلق اشعار کو بدعت نہیں کہا اور امام اعظم کے قول کا یہ مطلب امام طحاوی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے جو مذہب حنفی کے سب سے زیادہ واقف کار تھے۔"[28]

دیگر آسمانی کتب کا حوالہ

مفتی صاحب سورۃ النساء کے تعارف میں عورتوں کی تخلیق کے بارے میں بات کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ:

"محرک بائبل کی یہ بات بھی مہمل ہے کہ دادی جنت میں پیدا کی گئیں۔سورۃ البقرۃ میں صراحت ہے کہ دادی بھی زمین میں پیدا کی گئی ہیں۔ارشاد پاک ہے:

"قُلْنَا يَادَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ "[29]

آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرانے کے بعد حکم ملا کہ آدم تم خود اور تمہاری بیوی جنت میں جابسو پھر جنت سونے کی جگہ نہیں، نیند تھکن کی وجہ سے آتی ہے اور جنت میں ممکن نہیں۔اس لئے تورات کی بات بھی مہمل ہے اور اس کی روشنی میں آیت کی تفسیر کرنا بھی ٹھیک نہیں[30]"

سائنس کے مختلف نظریات کا بیان

مفتی صاحب نے تفسیر کرتے ہوئے اکثر جگہ سائنس دانوں اور ان کے باطل نظریات کا رد بھی کیا ہے اور اس کے متعلق وضاحت فرمائی ہے۔جیسا سورۃ نساء کے تعارف میں انسان کی تخلیق کے بارے میں ڈارون کے باطل نظریے کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ڈارون کا خیال مہمل ہے کہ انسان بندر سے ترقی کر کے بنا ہے۔فرماتے ہیں کہ سوال یہ ہے کہ حیوانات کی دیگر انواع کس طرح بنی ہیں؟ بلکہ خود بندر کس طرح بنے ہیں؟ اگر ان کے پہلے دو فرد (نر مادہ) مٹی سے بنے ہیں تو یہی بات انسان کے تعلق سے مان لینے میں کیا پریشانی ہے؟"[31]

امثال سے وضاحت

اپنی بات مزید صریح انداز میں بیان کرنے کے لئے مفتی صاحب امثال کا بھی سہارا لیتے ہیں۔جیسا کہ سورۃ آل عمران (آیت نمبر ۱۲۳۔۱۲۱) کے تحت بیان کرتے ہیں کہ:

مثال سے وضاحت:

---

[28]۔ایضاً، جلد ۲، ص ۲۱۸۔۲۱۷

[29]۔القرآن ۲: ۳۵

[30]۔پالن پوری، سعید احمد (مولانا، مفتی)، تفسیر ہدایت القرآن، مکتبہ حجاز دیوبند، جلد ۱، ص ۵۵۵

[31]۔ایضاً

"دو شخص ہیں: ایک اللہ کی خوشنودی کی راہ چل رہا ہے، احکام شرعیہ پر پوری طرح عمل کر رہا ہے۔ دوسرا: دنیا سے اللہ کی ناراضگی لے کر آخرت کی طرف لوٹا، ایمان نہیں لایا یا احکام شرعیہ کی خلاف روزی کی تو کیا آخرت میں یہ دونوں بندے یکساں ہونگے ؟ نہیں! پہلے کا ٹھکانا جنت ہے، اور وہ کیا خوب رہنے کی جگہ ہے! اور دوسرے کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیسی بری لوٹنے کی جگہ ہے!"[32]

[32]۔ ایضاً، جلد ۱، ص ۵۱۵